

فرضیہ نبوت

تلاوت آیات تزکیہ نفوس تعلیم کتاب و حکمت

یہ تقریر حضرت شیخ الحدیث مدظلہ نے سفر مشرقی پاکستان کے دوران مین سنگھ کی جامعہ مسجد
کے عظیم اجتماع میں بعد از نماز ظہر ۲۶ ذی قعدہ ۲۶ فروری کو ارشاد فرمائی۔ حاضرین کا تخمینہ
۳۵،۳۸ ہزار کے لگ بھگ تھا۔ (ادارہ)۔



لقد من الله على المؤمنين اذ بعث فيهم رسولا منهم يتلوا عليهم
آياته ويزكيهم ويعلمهم الكتاب والحكمة۔

محترم بزرگو! اس آیت میں خداوند کریم نے حضورؐ کی بعثت کو یمنین پر بطور ایک احسانِ عظیم
کے ذکر فرمایا، نیز حضور اقدسؐ کے فرائض منصبی کو بھی بیان کیا گیا کہ ان کا کام تلاوتِ آیات، اور
تعلیم کتاب و حکمت ہے۔ اس فرض منصبی سے عہدہ برآ ہونے کیلئے حضورؐ نے جس شفقت،
انہماک اور محنت و مشقت برداشت کرنے کا مظاہرہ فرمایا، کوئی مثال اسکی نہیں مل سکتی۔ اس
امت کی تعلیم و تربیت اور انسانوں کو خدا سے ملانے کیلئے حضورؐ کو عجیب رافت و شفقت
خدا نے عطا فرمائی تھی۔ لقد جاءكم رسول من انفسكم عزيز عليه ما عنتم حريص عليكم
بالمؤمنين رؤوف رحيم۔

امت سے حضورؐ کی آخری ملاقات | زندگی کے آخری وقت میں ہر شخص کو دنیا سے
جاتے وقت اپنی اولاد اور مال و دولت وغیرہ کی فکر ہوتی ہے۔ مگر حضور اقدسؐ نے جس دن
وصال فرمایا اس دن صحابہ کرامؓ کا صبح باجماعت نماز پڑھنے کے دوران حجرہ مطہرہ کا پردہ اٹھایا۔
مسجد بھری ہوئی تھی، صحابہ نماز میں کھڑے ہیں صحابہؓ نے گوشہ چشم سے دیکھا سید الکائنات

علیہ السلام کا چہرہ سامنے ہے حضور انور کا چہرہ جیسا کہ مصحف قرآن کا ایک ایک صفحہ علوم و انوار اور برکات سے معمور و تابندہ ہے اسی طرح چہرہ انور نور سے بھرا تھا، تبسم چہرے پر طاری تھا۔ صحابہ کرام کو بڑی خوشی ہوئی اور انہوں نے چاہا کہ دوڑ کر حضور سے لپٹ جائیں، نماز چھوٹ جانے کا خطرہ صحابہ کو لاحق ہوا۔ حضرت ابوبکر صدیقؓ مصلیٰ سے پیچھے ہٹنے لگے حضورؐ نے اشارہ سے روک کر فرمایا نماز پڑھاتے رہو۔ پھر پردہ سر کا کہ اندر تشریف لے گئے، علماء نے لکھا ہے کہ حضورؐ نے اپنی امت کے ساتھ آخری ملاقات نماز کی حالت میں فرمائی کہ اللہ تعالیٰ کے ہاں حاضری کے وقت اس حالت کی شہادت دے سکیں کہ جو قوم اللہ کے دروازے سے بھٹکی ہوئی تھی، کوئی لات اور عزتی کو پوچھا تھا، کوئی منات کو، اور کوئی شیطان کو اپنا معبود بنائے ہوئے تھا۔ اے اللہ میں نے انہیں تیرے دروازے پر حاضر کر دیا اور تیری عبادت کرتے چھوڑ کر آیا ہوں۔

ہر وقت امت کی فکر | حضورؐ کو ہر لمحہ اپنی امت کی دامگیر رہی۔ حجۃ الوداع میں عرفات کے موقع پر دعا کی اور تشفی کرائی چاہی کہ میری امت کا کیا حال ہوگا۔ حضورؐ آخری نبی ہیں اور آپ کی امت آخری امت۔ اور اسے راہ حق سے بھٹکانے کے لئے بے حساب فتنے سراٹھائیں گے۔ دولت، عمدت، حکومت، عیاشی اور دیگر بہت سی چیزیں ہوں گی۔ اتنی کس کس فتنے کے مقابلہ میں کامیاب ہوں گے۔ تو دعا کی کہ اللہ تعالیٰ مجھے میری امت کے بخشے کی بشارت دے تو اللہ تعالیٰ نے میدان عرفات میں اپنے حقوق معاف کر دینے کی بشارت دی اور حقوق العباد کی معافی کا اعلان نہ ہوا۔ حضورؐ بے چین رہے رات کو مزدلفہ میں رو رو کر پھر دعا مانگتے رہے کہ اے اللہ حقوق العباد بخشنے کی کوئی صورت بھی فرما دیں، اس طرح کہ صاحب حق کو حق بھی پہنچ جائے اور اس حق تلفی کرنے والے کو معافی بھی ملے تاکہ ابدی عذاب سے نجات پائے تو خداوند کریم نے یہ دعا بھی قبول فرمائی اور صورت بتلادی کہ قیامت کے دن مدعی اور مدعی علیہ کے سامنے ایک عظیم الشان باغ اور ایک شاندار محل آجائے گا۔ دونوں مقدمہ چھوڑ کر متوجہ ہو جائیں گے کہ یا اللہ یہ شاندار باغ اور محل کس کے نصیب میں ہوگا۔ کسی شہید یا کسی مجاہد یا کسی نبی ہی کا ہوگا۔ اللہ تعالیٰ فرمائیں گے کہ یہ تو فرخت کیلئے ہے، وہ متحب ہو گئے۔ کہ اسے کون خرید سکتا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرمائے گا کہ تو خرید سکتا ہے اگر تو اپنے حقوق حقدار کو معاف کر دے تو تجھے ہی دے دیا جائے گا۔ ظاہر ہے کہ کروڑوں حقوق جنت کی ایک اینٹ

کے برابر بھی نہیں ہو سکتے وہ فوراً اپنا حق بخندے گا اور دونوں مدعی مدعی علیہ خوشی خوشی ہاتھ ملا کر صلح کرنے کے بعد جنت میں چلے جائیں گے۔ قربان جانیے، اللہ ہی کیسا رحمان و رحیم اور حضورؐ بھی ہمارے حق میں کیسے رؤف و رحیم ہیں۔ دعا اسلک الرحمة للعالمین تمام مخلوقات اسی رحمة للعالمین کی برکات اور فیضات سے مالا مال ہو رہی ہے۔ تو اس ذات اقدسؑ نے ہماری نجات کیلئے کوئی کسر نہیں چھوڑی۔ بشرطیکہ ہمارا رشتہ حضورؐ سے استوار ہو جائے۔

حضورؐ سے ہمارا رابطہ کیسے ہو سکتا ہے۔ اس ذات اقدس کے ساتھ ہمارا کچھ تو تعلق رابطہ اور نگلشن ہونا چاہئے، وہ ذات اقدس اب بھی گنبدِ خضریٰ میں اپنے تمام کمالات اور فضائل کے ساتھ قیام فرما ہیں اور ہمارا ان سے رابطہ ضروری ہے۔ اور یہ رابطہ تب صحیح ہوگا کہ ہمارے اندر حضورؐ کی اطاعت اور محبت و دنوں کا جذبہ پیدا ہو جائے۔ یہ میرے سامنے بجلی کے دو تار ہیں، ایک گرم اور ایک سرد، دونوں جمع ہوں تو بجلی روشن ہو سکے گی۔ اسی طرح ہمارے دل کا بلب جب رسول اللہؐ کے ساتھ دو تاروں سے ملے گا تو ہمارے قلوب نور ایمان سے منور ہوں گے۔ رسول اللہؐ سے محبت گرم تار ہے، اور اسکی اطاعت اور فرمانبرداری سرد تار ہے۔ نہ صرف محبت سے کام چلتا ہے، نہ خالص قانونی اطاعت سے۔ مگر انیسویں ہمارا دوسرے سے نگلشن ہی کٹا ہوا ہے۔ اور حضورؐ سے تعلق تو وہ عجیب نعمت ہے کہ حضرت موسیٰؑ جیسے اولوالعزم بنی نے اسکی تمنا ظاہر فرمائی، اور انبیاء سابقین نے اپنی امتوں کو وصیت کی کہ اگر حضورؐ کا زمانہ پاسکو تو ان کی اطاعت اور محبت میں کوتاہی نہ کرنا۔ بلکہ انبیاءؑ سے خداوند کریم نے یشاق کیا کہ لتومنت بہ ولتصرتہ۔ کہ تم ضرور ان پر ایمان لاؤ گے اور ان کی مدد کرو گے۔

محترم بزرگو! حضورؐ نے وصیت فرمائی کہ تم میں دو چیزیں چھوڑ کر جا رہا ہوں، کتاب اللہ و سنتی، اگر انہیں ختم کر رکھو گے تو ہرگز گمراہ اور ہلاک نہ ہو گے۔ ایک خدا کی کتاب جو اللہ کا کلام ہے۔ جسکی تعلیم کیلئے خدا نے حضورؐ کو بھیجا اور پھر انسانوں ہی میں سے بھیجا، اگر رسول کوئی فرشتہ ہوتا تو اسے انسانی حواشی و ضروریات اور انسانی جبلت اور طبیعتوں کا اتنا اندازہ نہ ہوتا۔ اور ایسی محبت نہ ہوتی جو رسول کو انسانوں ہی میں سے ہونے کی صدمت میں ہے۔

حضورؐ کا پہلا کام — تو حضورؐ کا پہلا کام اللہ کے کلام اور کتاب کے سلسلہ میں یہ تھا کہ یتلوا علیہم آیاتہ۔ اللہ کی آیات کی تلاوت ان سے کرتا ہے، اور ظاہر ہے کہ جب انسان ایک پیڑ کو زبان سے پڑھتا ہے تو وہ چیز دل و دماغ میں سرایت کرتی جاتی ہے بشرطیکہ دل جو

ظرف اور برتن ہے وہ پاک اور صاف ہو۔ اگر برتن صاف اور پاکیزہ ہے تو اس میں دودھ ڈالا جائے گا، مگر پیشاب کے برتن میں پاکیزہ چیز نہیں ڈالی جاتی۔ تو یہ دل جو روح اور جسم کا مرکز ہے بطیف ہے، جب یہ پاکیزہ ہوگا تو قرآن اس میں اترے گا۔

دل کی حالت | دل کی عجیب حالت ہے، حسب ارشاد خداوندی حلۃ اقی علی الانسان حیث من الدھر۔ خداوند تعالیٰ نے جب حضرت آدم کے ڈھانچہ اور کابند کو تیار کیا تو چالیس برس پڑا رہا، ابلیس آکر اس ڈھانچے کے ارد گرد پکر لگاتا جسم کے سوراخوں کو دیکھتا رہتا، پیٹ کو ٹھونکتا اور خوش ہوتا کہ چلو یہ تو اندر سے خالی ہے، اور میں ان راستوں کے ذریعہ انسان کو بھگانے میں کامیاب ہوں گا۔ مگر دل کو دیکھ کر پریشان ہوتا کہ یہ کیسی چیز ہے، اس میں گھسنے کا تو کوئی راستہ ہی نہیں۔ تو دل ایسی چیز ہے کہ اگر اسکی حفاظت ہو جائے تو شیطان کا کوئی حربہ کارگر نہیں ہوتا حدیث قدسی ہے کہ لا یسعی ارضی ولا سمائی ولكن یسعی قلب عبدی المؤمن (ادکافالہ)۔

تقلبات خداوندی کی محفل نہ زمین ہو سکتی ہے نہ آسمان، البتہ میرے مومن اور صاف دل بندے کے دل میں میرا جمال اور تجلی سما سکتی ہے۔ سورج کا عکس پہاڑ اور بڑے بڑے ہیکلوں اور عمارتوں میں نہیں آ سکتا مگر ایک چھوٹے سے شفاف آئینہ میں سارے سورج کا عکس سما جاتا ہے۔ کیونکہ یہ بطیف پاکیزہ اور شفاف ہوتا ہے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے تجلی ذات باری کی خواہش ظاہر کی، خداوند کریم نے پہاڑ پر اپنی تجلی کا ایک شمشہ ظاہر کر دیا تو پہاڑ ریزہ ریزہ ہوا۔ فلما تجلی ربہ جعلہ دحلاً۔ مگر دل اگر صاف ہو تو خدا کی تجلی اس میں آ جاتی ہے۔ اور ایک تہجد گزار وہ آدمی بن سکتا ہے جو خداوند تعالیٰ بندے کی حاجت برآری کیلئے سحری کے وقت فرماتے ہیں۔

قلوب کا تزکیہ | تزکیہ کا کام تلاوت کرنا تھا، اور اسی پر اکتفا نہیں بلکہ اسے دل و دماغ میں راسخ کرانے کیلئے قلوب کا تزکیہ بھی کرنا ہے کہ باطن صاف اور مستعد ہو کر اسے قبول بھی کر سکے، اور یہی وجہ ہے کہ دل آلاشوں سے آلودہ ہو تو صحیح علم اور دینی فقاہت بھی نصیب نہیں ہو سکتی۔

شکوہ سے الگ رکھ سو حفظی فاوصاف الی ترک المعاصی

دل اگر صاف ہو تو خدا کی تجلی اس میں آ جاتی ہے اور ایک تہجد گزار وہ آدمی بن سکتا ہے جو خداوند تعالیٰ بندے کی حاجت برآری کے لئے سحری کے وقت فرماتے ہیں۔

اگر ہمارے دلوں میں فانی چیزیں اور فانی دنیا موجود ہو تو اس میں باقی اور ابدی چیزیں نہیں اتر سکتی کلام خداوندی باقی ہے اور جو اس سے مرتبط ہوا وہ بھی باقی ہو گیا اور جو فانی چیزوں سے مربوط ہوا خواہ قارون و هامان یا امریکہ اور روس کا صدر کیوں نہ ہو، مٹ جائے گا۔ اس لئے حضورؐ کا دوسرا کام تزکیہ قلوب ہے۔

تعلیم کتاب تلاوت اور تزکیہ نفوس کے علاوہ تیسرا کام حضورؐ کا یہ تھا دینہم الکتاب۔ حضورؐ اپنی امت کو کتاب کی تعلیم بھی دیتے ہیں، آیات کی شرح و تفسیر بھی کرتے ہیں، مصداق اور مراد خداوندی بھی متعین کرتے، اس کی عملی صورت اور شکل بھی امت کے سامنے رکھتے۔ منکرین حدیث کو کون سمجھائے کہ اگر حضورؐ کا منصب تعلیم کتاب اور قرآن کی تمہین و تشریح کا نہ تھا تو تیلو علیہم کے بعد دینہم کی کیا ضرورت تھی۔ حالانکہ خود کتابوں کے مطالعہ سے علم حاصل نہیں ہوتا اور نہ اسے تعلیم کہا جاسکتا ہے۔ ورنہ سب لوگ کتاب خرید کر مطالعہ کرتے، سکول یونیورسٹی کالج اور مدرسوں کی کیا ضرورت تھی۔ استاد، مرشد اور پروفیسر کی کیا حاجت تھی۔ تو قرآن کی تفسیر ہی کے تعلیم مخصوص تلاوت کے ذریعہ کیے امت کی سمجھ میں آسکتی۔ ادب اور تلاوت کو بھی غیبت اور فضول کہا جانے لگا ہے۔ تعلیم کتاب کا حق بھی حضورؐ سے چھیننا چاہتے ہیں، رہ گئی تلاوت تو اسے بھی غیر اہم کہا جانے لگا۔ العیاذ باللہ تلاوت اور تعلیم دونوں نہ رہے تو رہ گیا جائے گا۔

اسلام بنیادی چیزوں پر زور دیتا ہے | حضورؐ نے وصال کے وقت کتاب و سنت پر عمل پیرا ہونے کی وصیت کی حالانکہ حضورؐ کے وصال کے وقت نئی نئی حکومت قائم ہوئی تھی۔ عرب ترقی کا محتاج ملک تھا۔ زرعی، تجارتی اور اقتصادی امور ان کے سامنے تھے۔ تو چاہئے تھا کہ کارخانوں اور بینکوں وغیرہ کے بارہ میں وصیت کرتے، اور اسلام ان چیزوں کا مخالف بھی نہیں مگر وہ اصل اور بنیادی چیزوں کو لینا چاہتا ہے۔ کہ جب کتاب و سنت پر عمل رہے گا تو اس میں آخرت کے ساتھ دنیا کا ہر شعبہ بھی خود بخود آجائے گا۔ آج کل لوگ غیر مزموری جزئیات کے پیچھے لگے ہوئے ہیں۔ اسی لئے کامیاب نہیں ہوتے۔ مولانا الیاس رحمۃ اللہ علیہ نے اس کی ایک عجیب مثال بیان فرمائی ہے کہ کہیں ایک گھوڑے پر چڑھ کر دو اور اس پاس ہر طرف آئینے رکھے ہوں تو ہر آئینہ میں گھوڑے چلتا پھرتا دکھائی دے گا۔ اب ایک شخص کبھی ایک آئینہ کی طرف ہاتھ بڑھاتا ہے کہ گھوڑے کو پکڑے اور کبھی دوسرے کی طرف مگر گھوڑے ہاتھ میں نہیں آتا۔ ایسے شخص کی ساری

عمر اسی طرح برباد ہو جائے گی، اور اگر وہ اصلی کبوتر کو پکڑے تو ہر طرف نظر آنے والے کبوتر بھی اسے اپنے ہاتھ میں دکھائی دیں گے کہ جب اصل ہاتھ میں آیا تو اس کے عکس بھی قبضہ میں آجائیں گے۔ اس لئے حضورؐ نے بنیادی طور معجزات کی بجائے اپنے علوم و معارف تعلیمات اور کتاب و سنت کو اپنی صداقت کے لئے پیش کر دیا کہ اہل علم عالمانہ شان کے مطابق حالات دیکھ کر آپ کی صداقت مان لیں گے۔ ہاں اگر مخاطب عوام میں سے ہے، کلیات کو سمجھنے کی استعداد نہیں رکھتا تو مخاطب کی حیثیت کے مطابق اسے بھی سمجھانے سے انکار نہیں فرمایا۔ حضورؐ کی خدمت میں ایک دیہاتی آیا اور پوچھا حضور آپ پیغمبر ہیں؟ آپ نے فرمایا ہاں۔ اُس نے کہا کہ اچھا اس ٹہنی کو اشارہ کریں کہ نیچے آجائے۔ حضورؐ کے اشارہ سے ٹہنی نیچے آگئی۔ اور وہ اعرابی ایمان لایا۔ رکنا ایک پہلوان تھا، اگر کہنے لگا کہ میں دلائل کو نہیں سمجھتا اگر آپ سچے ہیں تو مجھے پچھاڑ دیں اور وہ ایسا پہلوان تھا کہ گائے کے چمڑے پر جم جاتا اور لوگ اس کے قدموں کے نیچے سے چمڑہ کھینچتے تو چمڑہ پھٹ جاتا مگر اس کے قدم اپنی جگہ جھے رہتے۔ حضورؐ نے کبھی کبھی اشارہ کیا کہ چمڑہ کو مخاطب ایسا ہے تو ایسے موقع پر استاد اور مرشد اپنے درجہ سے نیچے اترتا ہے تاکہ وہ سمجھ جائے اور اسے تدلی کہتے ہیں۔ حضورؐ نے آہستہ سے ہاتھ لایا اور رکنا کو پچھاڑ دیا۔ اسکی تسلی نہ ہوئی تو دوسری تیسری مرتبہ بھی اسے گرا دیا اور اُس نے تسلیم خم کر کے کلمہ شہادت پڑھ لیا۔ تو حضورؐ نے ملکی ترقیات اور منصوبوں کے بارہ میں وصیت نہیں کی مگر جب کتاب و سنت کا نام لیا تو اس میں اتحاد و اتفاق اور دشمن کے مقابلہ میں تیاری اور دنیاوی ترقیاں سب آگئیں۔ واعتصموا بحبل اللہ جمیعاً بھی ہے کہ اللہ کی رسی کو مضبوطی سے محکم ہو اور اختلاف مت کرو اور اتحاد و استحکام ضروری ہے۔ مگر جب بنیاد ایمان بالکتاب نہ ہو تو مضبوطی حاصل نہ ہوگی۔ اصل اور بڑے بغیر شاخیں بے کار ہیں۔ حضرت موسیٰ اور افلاطون کے مناظرہ میں ہے کہ افلاطون نے سوال کیا کہ اگر کی طرح برسنے چلانے والا خدا ہو جس معنی نہیں تو بچنے کی صورت کیا ہوگی تو حضرت جناب میں فوراً اصل علاج بتلایا کہ تیر چلانے والے کے دامن میں آ جاؤ تو بچ سکو گے۔ افلاطون نے کہا کہ بیشک آپ خدا کے نبی ہیں، یہ جواب ہر کسی کے بس کا نہیں۔

کتاب مسند ساری ترقیات کی جامع ہے

— تو مولانا الیاس مرحوم کا مطلب یہ ہے کہ اصل چیز کو کپڑوں میں تو سب نقلی چیزیں ساکن ہو جائیں گی۔ جب کتاب و سنت کو اپنا لوگے تو اس میں زندگی کے ہر شعبہ کی رہنمائی پاؤ گے اور ہر چیز پر عمل آجائے گا۔ ہم جزئیات کو لئے پھرتے ہیں اور اس کے لئے کبھی اکثر اکیٹ کے پیچھے بھاگتے ہیں کبھی مغربی تہذیب کے پیچھے حالانکہ اصل علاج اور ہے۔

شیخ الہند کی وصیت | حضرت شیخ الہند رحمۃ اللہ علیہ جن کے مساعی سے آج ہم آزاد ہیں، انہوں نے مالٹا سے واپسی کے بعد اور عمر بھر کے تجربات کے بعد فرمایا کہ دو چیزیں جب تک مسلمان نہ اپنائیں گے ان کی کامیابی اور ترقی ناممکن ہے۔ پہلی چیز قرآن کریم سے تعلق اسکی تلاوت، تعلیم اور اس پر عمل ہے، دوسری چیز اتحاد و اتفاق ہے اور یہ دوسری چیز بھی پہلی بات میں آجاتی ہے۔ اگر سرکارِ مسلمان کجہدہ واحد (ایک جسم کی طرح) متحد ہو جائیں تو ہر عضو کو دوسرے اعضاء کی تکلیف اور مصیبت کا احساس ہو گا۔ اور ایک عضو کی تکلیف پر سارا جسم بیدار ہو گا۔ اگر مشرقی پاکستان کے مسلمانوں کی تکلیف کا احساس مغربی پاکستان کو ہو اور انڈونیشیا کے مسلمانوں کی تکلیف سے عرب اور چین کا مسلمان بے چین ہو تو کیا ہم برباد ہو سکیں گے؟ صرف اگر مسئلہ جہاد کی اہمیت کا سب کو احساس ہو جائے، تو سب کا دکھ درد ایک ہو جائے گا۔ کہ ایک عورت کو بچانے کے لئے اور مسلمانوں کی زمین کی ایک بالشت کیلئے بندرتج سارے عالم اسلام پر جہاد فرض ہوتا ہے۔ عالم اسلام کا ہر خطہ مقدس اور محترم ہے۔ غرض یہ سب چیزیں قرآن پر عمل سے حاصل ہوتی ہیں۔ اگر ایسا ہو جائے تو بھائی ہندی، ہمدردی، ایثار، قربانی اور اتحاد وغیرہ سب پر عمل ہو جائے گا۔ آج اگر سارے عالم میں طبقاتی تغاوت اور معاشی بے اعتدالی ہے تو کیا اس کا علاج قرآن و سنت میں نہیں، جن کی تعلیم ہے کہ ویطعمون الطعام علی حبة مسکیناً ویسیراً۔ (کہ مسلمان اپنی خواہش اور ضرورت کے باوجود غریب، یتیم اور مسکین کو کھلا دیتا ہے۔) اور ارشاد نبوی ہے: یس المؤمن الذی یشیع وجارۃ جاثع الی جنبہ۔ وہ شخص مسلمان نہیں جو خود شکم سیر ہو اور اس کا پیڑوسی بھوکا ہو۔ ارشاد باری ہے: دیوڑوں علی الفسحہ ولبکان ۴۷ خصامۃ نمود بھوکے ہیں مگر دوسروں کی ضرورت کو اپنی ضرورت پر مقدم سمجھتے ہیں۔ — تو ہمارے اندہ اصل چیز یعنی کتاب اور سنت تھیں رہی جس کی وجہ سے یہ سارے فتنے اٹھ رہے ہیں۔ حضورؐ نے ہاتھ وقت کتاب کے ساتھ دوسری چیز سنت کی تاکید کی۔ سنت ہر وہ چیز ہے جو حضورؐ کی ذات کے ساتھ قولی یا فعلی یا تقریری طور پر تعلق رکھتی ہے۔ ما نسب الی الرسول صلی اللہ علیہ وسلم

قولاً وفعلاً اور تقرباً۔ پھر صحابہ کرامؓ نے سنت کی کیسی اتباع فرمائی کوئی امت اس کی نظیر نہیں پیش کر سکتی۔ پھر جب تمام مسلمانوں کی ساری فلاح اور عورت حضورؐ کے صدقے سے ہے تو حضورؐ کی اتباع کیوں نہیں کرتے۔ اور میں تو طلباء دین سے کہا کرتا ہوں کہ ہماری تو خوراک اور پوشاک بھی حضورؐ کے نام اور ان کے علم کے صدقے میں ہے۔ جیسے کہ قریش مکہ کو بیت اللہ کی نسبت اور عبادت کی وجہ سے خدا نے نعمتوں سے مالا مال کیا لایلف قریش۔ انھیں پھر اس کا تقاضا ہے کہ فلیعبدوا ربہ ہذا البیت کہ اس بیت کے رب کی عبادت بھی کرو جس کی برکت سے تم کھا رہے ہو۔

اتباع سنت غیرت کا تقاضا بھی ہے | اپنے محسن اور مقتدا کے طور طریقوں کو اپنانا صرف شرعی مسئلہ نہیں بلکہ غیرت کا تقاضا بھی ہے۔ چین کا وزیر اعظم یہاں آیا، راستہ میں کہیں چین کا ایک کاغذی جھنڈا پڑا تھا اٹھایا، چما اور سیکرٹری کو دیدیا کہ اسے سنبھالو۔ وہ اپنے ملک کا جھنڈا زمین پر برداشت نہ کر سکا۔ آج لوگ کہتے ہیں کہ مروجی صاحب داڑھی میں کیا رکھا ہے۔ تو میں کہتا ہوں اس کاغذی جھنڈا میں کیا رکھا تھا۔ مگر اُسے تو کسی نے نہیں کہا کہ یہ تنگ نظری ہے۔ حضورؐ نے فرمایا:

لایؤمن احدکم حق اکون
احب الیہ من والدہ وولده
والناس اجمعین۔
تم میں سے کوئی اس وقت تک مسلمان نہیں
ہو سکتا جب تک میں اسے اپنے باپ
بیٹے اور ساری مخلوق سے زیادہ محبوب نہ ہوں۔

اور یہ حضورؐ سے محبت، اتباع سنت اور حضورؐ کی تعلیم کی برکت تھی کہ حضرت عمرؓ اور دوسرے بعض عمال عمر بھر حکومت کے دوران بھی صرف جو کی روٹی کھاتے رہے کہ جب تک یقین نہ ہو جائے کہ رعایا کے ہر فرد کو گہروں کی روٹی ملی ہے، جو کی روٹی ہی کھائیں گے۔ یہ حضرت عمرؓ ہیں کہ آج بھی تقریباً ۵۰ ہزار مربع میل زمین ان کی برکت سے مسلمانوں کے قبضہ میں ہے۔ اور یہ اس لئے کہ خود حضورؐ کا یہی حال رہا حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ حضورؐ وصال کی رات گھر میں روشنی کے لئے تیل کسی پڑوسی سے مانگا گیا۔ گہروں کا آٹا کسی سے مستعار لیا گیا کہ شاید حضورؐ اس کا ایک ذرا کھا سکیں، ذرہ مبارک وصال کے وقت ایک یہودی کے پاس ۳۰ صاع جو کے بدلے گروی ہے۔ صحابہ کرامؓ کا تو بڑا اونچا درجہ ہے۔

اکابر کی اتباع سنت | ابھی قریب میں ہمارے اکابر اور علماء حق نے حضورؐ کی کن کن

مرفیوں سے اتباع فرمایا۔ دین کے لئے ان حضرات نے اپنا سب کچھ قربان کر دیا۔ یہ لوگ نہ ہوتے تو انگریز کو نکالنا ممکن نہ ہوتا۔ ابھی کل ہم نے ڈھاکہ میں شہداء کی یادگار دیکھی جہاں بیک وقت چالیس علماء کو پھانسی پر لٹکایا گیا تھا۔ پھر حضورؐ کے علوم کس حال میں حاصل کئے حضرت نگلو ہی اور حضرت نانوتویؒ دہلی میں علوائی کی دوکان کی روشنی میں مطالعہ کرتے، اگر بے پڑے ساگ کے پتے اٹھا کر دھو لیتے اور پکا لیتے، ضعف کے مارے جامع مسجد کی سیڑھیوں پر چڑھنے کی ہمت نہ ہوتی، ان حالات میں دین سیکھ کر ہم تک پہنچایا۔ ان کا ذمہ فارغ ہوا اور آپ لوگوں کو یہ امانت سپرد کر دی گئی۔ اور ان قربانیوں کا نتیجہ ہے کہ —

اکابر کی قربانیوں کا ثمرہ | جس ملک میں بھی انقلاب آیا اس کے ساتھ دین میں بھی انقلاب آیا۔ مگر برصغیر کے مسلمانوں کا دین انگریز کی غلامی کے باوجود محفوظ رہا اور محفوظ ہے۔ یہ ان علماء ہی کی برکت ہے۔ اور یہ جو ہزاروں پراگندہ حال مسلمان یہاں بیٹھے ہیں اہل باطل کے پاس ان کھوپڑیوں کا علاج نہیں۔ انبیاء نے سب کچھ خالص اللہ کے لئے کیا اور کوئی اجر نہ لیا قتل لا اسلمکم علیہ اجرا میں تم سے کوئی اجر تبلیغ پر نہیں لاتا۔ ہمارے اکابر نے بھی حضورؐ کی اتباع میں ایسا ہی کر دکھایا۔ اور یہ ان کی قربانیوں کا ثمرہ ہے کہ دین کے مراکز ملک کے گوشہ گوشہ میں قائم ہے سنا ہے کہ دو ڈھائی لاکھ دیوبند سے وابستہ علماء اس خطہ مشرقی پاکستان میں موجود ہیں اگر آج بھی یہ سب علماء اور ان کے متبعین متفق و متحد ہو کر استقلال و ثبات سے کام کریں اور حضورؐ کے وارث اپنے مورث کا عکس اپنے اند پیدا کر دیں تو اسلام کا پرچم ہر طرف لہرا سکتا ہے۔ حضورؐ نے سختی کو برداشت کیا صبر و تحمل اختیار فرما کر اپنا فریضہ تعلیم و تبلیغ پورا فرمایا اور آج بھی یہی پائیدار چیز ہے کہ تعلیم قرآن و تبلیغ دین پر بہت توجہ دی جائے۔ انگریز یہاں سے پلا گیا ہے۔ مگر اس کی تہذیب موجود ہے اور یہ سارا نتیجہ اس کی تعلیم کا ہے۔ (نامکمل)

• موتیاروک — مرتیابند کا بلا ایشین علاج ہے۔

• موتیاروک — دھند، جالا، بھولا، لکروں کے لئے بھی بید مفید ہے۔

• موتیاروک — بینائی کو تیز کرتا ہے۔ اور چشمہ کی ضرورت نہیں رکھتا۔

• موتیاروک — آنکھ کے ہر مرض کے لئے مفید ہے۔

ہیت الحکمت

لہاری منڈی لاہور

موتیاروک

